

تیسرا جنگ عظیم شروع ہو سکتی ہے؟

28 جون، 1914 کو اتوار تھا۔ ساراچیوو (Sarajevo) میں ہر طرف زندگی بڑے آرام بلکہ سکون سے گامزن تھی۔ یہ شہر، آسٹریو ہنگری سلطنت کے مرکزی شہروں میں سے ایک تھا۔ خوبصورت عمارتیں، اس زمانے کے حساب سے بہترین سڑکیں، رنگ برلنگے پھولوں سے مزین باغ اور ایک ترقی یافتہ خطہ۔ کوئی اس شہر کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسکے اندر بغاوت کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ شاہی خاندان کی بھرپور گرفت تھی۔ شاہی خاندان پوری دنیا میں اپنے تعلقات کی بدولت حد درجہ مضبوط تھا۔ طاقتور تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق شاہی سلطنت کا ولی عہد فرانز فرڈینڈ (Franz Ferdinand) اپنی الہیہ صوفیا کے ساتھ ایک سماجی تقریب کی طرف جا رہا تھا۔ دونوں نے بیش قیمت شاہی لباس پہن رکھا تھا۔ انکے ساتھ محافظین کی گاڑیاں تھیں۔ یک دم، ایک شخص جنکانام Cabrinovic معلوم ہوا، انہتائی تیزی سے آیا۔ ولی عہد کی گاڑی کی طرف گرنیڈ پھینکا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ گرنیڈ، ولی عہد کی چچپلی گاڑی میں پھٹا اور اسکے کئی محافظ شدید زخمی ہوئے۔ ولی عہد فوری طور پر نزدیک ترین گورنر کی رہائش میں چلا گیا۔ محافظین کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ فرانز حد درجہ طیش میں تھا۔ گورنر ہاؤس جا کر فیصلہ کیا کہ اپنے محافظین کی عیادت کیلئے ہسپتال جائیگا۔ جب ہسپتال کے نزدیک پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ زخمی دوسرا ہسپتال میں منتقل کیے جا چکے ہیں۔ شاہی قافلے کی گاڑیاں موڑی گئی۔ مگر رُش کی وجہ سے وہ رُک کر چل رہیں تھیں۔ یک دم، ایک نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے ولی عہد کی گاڑی کے نزدیک آ کر پستول نکالا اور ولی عہد اور اسکی بیوی پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ یہ تقریباً گیارہ بجے دن کا وقت تھا۔ ولی عہد کی گردن میں گولی لگی اور اہلیہ کے پیٹ کو چھلنی کر دیا گیا۔ فرڈینڈ نے اس طرح رد عمل ظاہر کیا جیسے اسے کچھ نہیں ہوا اور وہ زخمی نہیں ہے۔ اسکی گردن سے خون رس کر کپڑوں پر گر رہا تھا۔ محافظین تیزی سے گاڑی کی طرف لپکے۔ انہوں نے ولی عہد کی شرٹ اور کوت اُتارنے کی کوشش کی تاکہ زخم پر پٹی باندھی جاسکے۔ مگر شاہی لباس اس طرز سے سلاہوا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ کوت نہیں اُتار سکے۔ ولی عہد ہسپتال تک تو چلا گیا۔ مگر وہاں مقامی ہسپتال میں دونوں میاں بیوی زخموں کی تاب نہ لا کر چل بے۔ ان پر گولیاں برسانے والا، انہیں بر س کا ایک نوجوان گیوریلو پرنسپ (Garrilo Princip) تھا۔ اس کا تعلق بلیک ہیڈ تنظیم سے تھا۔ یہ تنظیم سلاوی (Slavie) کو تحد کر کے ایک آزاد خطا بنانے کا عظم رکھتی تھی۔ نوجوان، اس تنظیم کا مجاہد تھا۔ اگر مجاہد کا لفظ معتدل نہیں تو انکا نمبر تھا۔ وہ آزادی کیلئے مسلح جدو جہد کر رہا تھا۔ مگر سلطنت کی نظروں میں دہشت گرد تھا بلکہ ایک انہتائی خطرناک مجرم۔ بہر حال یہ تو ہر آزادی کی تحریک کی کہانی ہے، کہ کوئی بھی فرد، ایک طبقہ کیلئے دہشت گرد ہے اور دوسرے طبقے کیلئے آزادی کی جنگ لڑنے والا عظیم مجاہد۔ جس وقت ولی عہد کو قتل کیا گیا، کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ اس واقعہ سے پوری دنیا بر باد ہو جائیگی اور اس کا رد عمل ایسا ہو گا کہ عام آدمی آنکھوں میں انگلیاں ڈال ڈال کر زار و قطار روئے گا۔ یہ پہلی جنگ عظیم کو شروع کرنے کا خوفناک شعلہ تھا۔ یہ اس دور کا 9/11 ثابت ہوا۔

اسکے بعد کے واقعات حد درجہ خطرناک تھے۔ آسٹریا کی سلطنت نے سریا کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کی دریختی کہ

جرمنی نے آسٹریا کی حکومت کو کہا کہ وہ ہر طریقے سے انکے ساتھ ہیں۔ تاریخ میں اسے ”بلینک چیک“، کا نام دیا گیا ہے۔ فرانس اور روس نے سربیا کے ساتھ کھڑے ہونے کا اعلان کر دیا۔ برطانیہ اس وقت کی سپر پا و تھا۔ اس نے جرمنی کے خلاف کھڑے ہونے کا اعلان کر دا۔ سلطنت عثمانیہ جو کہ اس وقت مسلمانوں کی سب سے بڑی اور طاقتور سلطنت تھی، جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ ولی عہد کے قتل سے ٹھیک چند ہفتے بعد، پورا یورپ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو چکا تھا۔ 1914ء میں پہلی جنگ عظیم کی ابتداء ہوئی۔ اس جنگ میں چار کروڑ لوگ مارے گئے۔ دو کروڑ تین لاکھ شخص بری طرح زخمی ہوئے۔ فوجیوں کے مارے جانے کا صرف اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک کروڑ دس لاکھ فوجی اہل کار جنگ کی نظر ہو گئے۔ یورپ کے ممالک کمکل طور پر بر باد ہو گئے۔ روس اور جرمنی جنگ ہار کر اس قدر بدحال ہوئے کہ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ امریکہ جو آخر میں فریق بناتھا۔ اسلحہ بیچ کر امیر سے امیر تر ہو گیا۔ مسلمانوں کی آخری سلطنت، یعنی سلطنت عثمانیہ نے موت کی ہیچکی لی اور دم توڑ گئی۔ مسلمانوں کی مرکزیت اور طاقت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔ ورسائیز کے معائدے کے تحت، نئے ممالک وجود میں آئے۔ نئی سرحدوں کی لکیریں فاتح قوموں نے اپنے مفادات کے تحت کھینچیں اور دنیا ہمیشہ کیلئے تبدیل ہو گئی۔ اس جنگ کا دورانیہ چار سال تھا اور اسکے ندرجس درجہ کا نقصان ہوا، کوئی بھی تاریخ دان اسکا درست اندازہ نہیں لگا سکتا۔ برصغیر اس جنگ میں برطانیہ کو فوجی مہیا کرتا رہا اور ہمارے علاقے کے مالی وسائل، برطانوی حکومت نے بے دریغ استعمال کیے۔ سونے کی چڑیا کہلانے والا بر صیر، غربت، افلام اور قحط کے عمیق اندر ہیروں میں ڈوب گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد بخراں سے بھی بڑی جنگ ہوئی۔ اسکا ذکر کبھی بعد میں کروزنگا۔ عرض کرنا ضروری ہے کہ ایک ولی عہد کے قتل نے دنیا کو ایسی مہیب جنگ میں مبتلا کر دیا، جسکی مثال کم از کم اس سے پہلے نہیں ملتی۔ جنگ کی ہولناکی پر سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ مقصد یہ کہ کوئی بھی واقعہ، بر بادی کی وہ داستان شروع کر سکتا ہے، جسکی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ کوئی انجام۔ جنگ کو ختم کیسے کیا جاسکتا ہے۔ اسکے متعلق کوئی بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کون سا فریق، جیتے گا، کون ہارے گا۔ اسکا قیافہ لگانا ناممکن ہوتا ہے۔ تاریخ کی نظر میں واقعات، قوموں کو گرفت میں لے لیتے ہیں اور اسکے بعد مستقبل کے متعلق کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی تناظر میں پاکستان اور ہندوستان کے حالیہ باہمی معاملات کو پرکھیں تو یہ ایک غیر یقینی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ بلکہ دوڑ رہے ہیں۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ نے کشمیر کے خصوصی مقام کو جھٹرخ ختم کیا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے قابلِ نہمت ہے۔ ہندوستان نے میری نظر میں تاریخی غلطی کی ہے۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ سب کچھ ایک دن میں ہو گیا۔ کیا معاملات اس قدر سادہ ہیں کہ امیت شاہ نے پارلیمنٹ میں بل پیش کیا، ووٹنگ ہوئی اور کشمیر کو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اسکا جو آئینی مقام 1947ء سے لیکر آج تک موجود تھا، یہ جنہیں قلم ختم کر دیا گیا۔ ایسا سادہ کام ہرگز نہیں ہوا۔ یہ نکتہ دلیل کے خلاف ہے۔ اس ساتھ سے پہلے، بھارت نے بھر پور خاموش سفارت کاری کی ہے۔ اس نے دنیا کے طاقتور ترین ممالک سے راز و نیاز کیے ہیں۔ انہیں کمکل اعتماد میں لیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ کئی ماہ پر محیط ہو سکتا ہے۔ انڈیا کی اس خاموش سفارت کاری کا ہمیں معلوم نہیں ہوا۔ یہ ایک قیامت خیز معاملہ ہے۔ اسکا سیدھا سامطلب یہ ہوا کہ ہمارے تمام ادارے، ہندوستان کے معاملات پر کڑی نظر رکھنے میں ناکام رہے۔ جتنے ممالک میں جانے کا موقعہ ملا ہے، وہاں ہر پاکستانی سفیر نے بتایا کہ اس ملک میں ہندوستان کے سفارت خانے حد درجہ فعل ہیں۔ اکثر پاکستانی

سفیر شکوہ کرتے نظر آئے کہ ہمارے پاس وہ مالی وسائل نہیں ہیں جن سے ہم ثابت نتائج حاصل کر سکیں۔

خیر، خارجی سطح پر اس غلطی کا ازالہ کرنا ب نامکن ہے۔ پاکستانی قوم کے جذبات حد رجہ مشتعل ہیں۔ ہندوستان کے زیر تسلط کشمیر بھی قابو سے باہر ہو چکا ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں اتنی فوج موجود نہیں جتنی تعداد میں کشمیر میں تعینات ہے۔ ظلم و ستم کی داستانیں ہر ایک کے علم میں ہیں۔ مگر انہائی ٹھنڈے دل سے سوچنے کی بات ہے کہ مغربی دنیا کو تو رہنے دیجئے۔ کیا مسلم ممالک ہمارے ساتھ کھڑے ہیں۔ یو۔ اے۔ ای کا حالیہ بیان حد رجہ تصحیک آمیز ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ نے تاریخی فیصلہ کیا ہے اور اسکے حد رجہ ثبت معاشری نتائج نکلے گے۔ چین اپنے مفادات کے تحت، ہمارے ساتھ ہے۔ مگر کیا ترکی اور ملیشیاء اس پوزیشن میں ہیں کہ اس حد رجہ نازک معاملے پر اثر انداز ہو سکیں۔ اقوام متحده ایک ایسا ادارہ ہے جو صرف طاقتوں کی زبان سمجھتا اور بولتا ہے۔ دلیل پربات کریں تو انکا کوئی اہم رول نہیں ہو سکتا۔ یہاں ایک حد رجہ نازک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بی جے پی اور آر ایس ایس کے معاملات کا سنجیدہ طالب علم ہوں۔ آر ایس ایس کے امیت شاہ اور نریندر مودی کا اصل ہدف کشمیر نہیں ہے۔ انہیں پتہ ہے کہ ان سے بزوٹ کشمیر، کشمیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ انکا اصل ہدف، پاکستان ہے۔ امیت شاہ، جو کہ طاقت کا اصل محور ہے، متعدد جگہ یہ کہہ چکا ہے کہ وہ ہمسایہ ملک کو نہیں رہنے دیگا۔ اسکی جغرافیہ پوزیشن کو تبدیل کریگا اور اسے مکوم بنائے گا۔ بی جے پی نے مسلمان دشمنی پر ایکشن جیتا ہے اور اب وہ بین الاقوامی سطح پر مہم جوئی کیلئے تیار ہے۔ اس میں اسرائیل کی پوری طاقت، ہندوستان کے ساتھ ہے۔ یہ وہ نکتہ ہے، جو موجودہ صورتحال میں زیر بحث ہے ہی نہیں۔ کسی دانشور یا حکومتی اہلکار نے یہ نہیں کہا کہ کشمیر کی آہنی حیثیت تبدیل کرنے کا اصل مقصد پاکستان کو اشتغال دلوانا ہے۔ ایسا ماحول بنانا ہے جسکے بعد ایک کھلی جنگ ہو اور نریندر مودی، اپنی حکمتِ عملی میں کامیاب ہو جائے۔ ہم لوگ ”سموک سکرین“ کے سامنے کھڑے ہیں۔ ہمیں کشمیر کی تبدیلی دکھائی جا رہی ہے جو ہر صورت میں ناقابل قبول ہے۔ مگر اسکے پیچھے امیت شاہ کی وہ چال دکھائی نہیں دے رہی، جسکا مقصد، پاکستان کی سلیمانیت کو نقصان پہنچانا ہے۔

کیا اس صورتحال میں، ہماری قومی قیادت ٹھنڈے دل سے معاملات کو سمجھتی ہے اور سلجمحتی ہے، اسکے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔ کیا ہم بھارت کی موجودہ چال کو سمجھ کر جنگ سے دور رہتے ہیں۔ مجھے اس بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں۔ سوال یہ بھی ہے کہ کیا دنیا کے طاقتوں تین ممالک یہ تو نہیں چاہتے کہ پاکستان جنگ کی طرف مائل ہو جائے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جنگ شروع تو کی جاسکتی ہے مگر اسے اپنی شرائط پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں بربادی، ہی بربادی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تمام صورتحال، ہنری سنبھر کے بقول تیسرا عالمی جنگ کا ابتدایہ ہو؟ خدارا، سوچئے اور سمجھئے!

رأو منظر حیات